پاکستان کے موجودہ حالات، قرارداد مقاصد اور شریعہ کے تناظر میں پیغام پاکستان کی ضرورت واہمیت اور اس کی لسانیات کا تحقیقی جائزہ

The message of Pakistan in the context of the current conditions of Pakistan, the objectives of the resolution and Sharia A research review of the need and importance of and its linguistic implications

Dr. Hafsa Abbasi
Lecturer, Allama Iqbal Open University Islamabad
Email: Hafsa.abbasi@aiou.edu.pk
Dr Khadija Aziz
Associate Professor at Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Email: khadijaaziz@sbbwu.edu.pk
Kiran Latif
Lecturer, Bahria University Islamabad
Email: klatif.buic@bahria.edu.pk

Abstract

This research is aimed at exploring the significance of Paighame Pakistan, under which a national narrative on terrorism has been developed under the supervision of Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad. The article reviews historical document of Paigham e Pakistan with a critical eye and analyzes its future implications. The fact that a majority of popular religious scholars as well as political parties have endorsed it with their signatures, proves that the narrative that has been tried to achieve through this document, will eventually define Pakistan's character in the future. However, to ensure its workability and full effectiveness, recommendations are discussed in the form of practical steps that should be taken on both national and international level. It also includes a thorough review of the booklet with criticism as needed to equip the reader with necessary background in order to assess the recommendations provided at the end. The research is pivotal in terms of improving both the text and practical implication of Paigham-e-Pakistan. .

Keywords: Paigham e Pakistan, National narrative, terrorism, Peace

تعارف:

کسی بھی قوم کے آگے بڑھنے کے لیے سب سے اہم رکن امن ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے پچھلے کچھ سالوں میں پاکستان میں دہشت گردی کے کی وجہ سے امن وامان کی صورت حال کافی گھمبیر رہی ہے مگر افواج پاکستان کے بروقت لائحہ عمل سے اس کا سد باب ممکن ہوا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اتنے بڑے حادثات سے گزرنے کے بعد قوم کی اضطرابی کیفیت کو کم کیا جائے اور اسے درست سمت میں ڈالا جائے تاکہ قوم کی اتنی

بڑی جانی اور مالی قربانی رائیگاں نہ جائے۔ پاکستان کے حالات کی وجہ سے قوم میں جو تذبذب پایا جاتا ہے اس کا قلع قمع کیا جا سکے اور دہشت گردی کی حرمت کے حوالے سے پوری قوم یک جاں ہو کر آواز بلند کرے۔ اسی لیے ادارہ تحقیقات اسلامی نے فوج اور حکومت کی ایماء پر پیغام پاکستان کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا۔ جس کو بعد میں پانچوں مدارس کے بورڈ اور پاکستان بھر کے 1800 سے زائد علماء نے نہ صرف پڑھا، تائید کی کہ بلکہ اس پر اپنی مہر تصدیق بھی ثبت کی۔ اس وقت قریباً 5000 سے زیادہ علماء جن کا تعلق ہر مکتب فکر سے ہے اس پر تصدیق مہر لگا چکے ہیں۔ پیغام پاکستان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی تقریب رونمائی صدر پاکستان ممنون حسین کی طرف سے ہوئی۔ اس کو تمام سیاسی جماعتوں کی تائید حاصل ہے۔ جامعہ اظہر نے اور امام کعبہ بھی اس کی تائید کر چکے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو درپیش مسائل کے مد نظر ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے زیر نگرانی "پیغام پاکستان" کو ترتیب دینے کا جو کارنامہ سر انجام دیا گیا اس کو تاریخ سنہرے حروف میں لکھے گی۔ یہ دستاویز اپنی نوعیت کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا مقصد وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت، عدم برداشت اور دہشت گردی کو فروغ دینے والے عناصر کا فکری اور شعوری طور پر سد باب کرنا ہے۔[1] جس کے نتیجے میں پاکستانی معاشرہ امن وامان کے حصول کے لیے مثبت طریقے سے آگے بڑھ سکے۔ اس دستاویز کے مضامین میں ریاست کے خلاف محاذ آرائی نیز نوجوانان پاکستان کا ذہنی اور فکری انتشار زیر بحث لائے گئے ہیں۔

پیغام پاکستان کا مقصد دراصل پاکستانی معاشرے کی از سر نو تشکیل کرنا ہے۔ ایک ایسی تشکیل کہ جس کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنا کردار مثبت طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ مندرجہ ذیل تحریر اسی زمرے میں پیغام پاکستان کا ایک جائزہ پیش کرے گی جس کی روشنی میں یہ واضح کیا جا سکے گا کہ پیغام پاکستان، پاکستانی معاشرے کی کس حد تک اصلاح کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا تحقیقی اعتبار سے اس کو مدلل اور مکمل دستاویز مانا جا سکتا ہے؟ خاص کر کالج اور یونیورسٹی کے پڑھے لکھے نوجوان کے لیے اس میں موجود فکر کیا ان کی ذہن سازی اور فکری تشکیل کے لیے موثر ثابت ہو سکے گا؟

ان اشکال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مقالہ "پیغام پاکستان" کی ایک عمومی تصویر کھینچنے کے بعد ایک تنقیدی جائزہ لیتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ پہلو جن پر مزید محنت کر کے اس دستاویز کو زیادہ موثر بنایا جا سکتا ہے، سامنے لائے جا سکیں تاکہ یہ کوشش بدرجہ اتم کارآمد ہو سکے۔

پیغام پاکستان کا پس منظر

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ پاکستان اپنی تاریخ کی مشکل ترین گھڑیوں سے نکل کر یہاں تک پہنچا ہے۔ پیغام پاکستان کا قومی بیانیہ جب پیش کیا گیا اسی عرصے میں پاکستان دہشت گردی کی لپیٹ میں تھا۔ آج سے قریباً چار دھائیاں پہلے جب پاکستان، افغانستان میں ہونے والی سویت وار سے بری طرح متاثر ہو رہا تھا۔ اس وقت چند خارجی قوتوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت، خیبر پختونخواہ اور علاقہ غیر میں جہادی تنظیموں کے نام سے عسکری دستے تعینات کیے۔ ان کی تعیناتی کا مقصد آگے چل کر پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے اس کے وجود کو مٹانا تھا۔ بھاری فنڈز دے کر جہاد کے نام پر عسکری دستوں کی جڑیں مضبوط کروائی گئی۔[2] افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کی چند مشہور مذہبی جماعتوں نے اس جہاد کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیا[3] پاکستان کے بڑے بڑے تمام شہروں میں دینی مدارس کھولے گئے جن میں طالبعلموں کو پڑھائے جانے والا مواد باقاعدۃ طور پر متشدد جذبات ابھارنے کے کام آتا۔[4] اساتذہ اور طلبہ ایسے ہی علاقوں سے بلائے جاتے تھے جہاں پر ان کی مکمل ذہن سازی ہو چکی تھی۔ مثلاً نوجوانوں کو اس بات کا درس دیا جاتا تھا کہ یہ نظام طاغوتی فکر پر مبنی ہے لحاظہ اس کو ختم کرنا لازمی ہے۔ اس کے لیے اگر خودکش جیکٹ پہن کر خود کو مار لیا جائے تو یہ شہادت ہو گی اور فوراً جنت میں پہنچا جا سکتا ہے۔

ایسے مدارس نے شہری نوجوان بچوں کے ذہنوں میں دہشت گردی اور جہاد کے تصورات کو خلط ملط کر دیا ۔[5] نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کے چند ایسے باصلاحیت نوجوان جو اپنے دین کے لیے جان ومال قربان کرنے کا جذبہ رکھتے تھے وہ ان مذموم مقاصد کے لیے استعمال ہو گئے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایسی متشدد سوچ کی بہت مضبوط پشت پناہی ہوئی اور ایسے لوگوں کو بہت سے خارجی وسائل وافر مقدار میں میسر رہے۔ جس کی وجہ سے یہ غلط فکر بہت تیزی سے پھیلا بدقسمتی سے الکٹرانک میڈیا نے بھی اس سوچ کی میں حصہ ڈالا۔[6] ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد دہشت گردی کے واقعات پاکستان میں کافی زیادہ پھیلے ISPR کے مطابق ۲۰۱۸ تک ۵۰،۰۰۰ پاکستانی باشندے دہشت گردی کے واقعات کے ذد میں آکر شہید ہوئے۔ اس کا معاشی نقصان جو پاکستانی سرکار کو برداشت کرنا پڑا وہ 123.1ارب$ ہے۔[7] چنانچہ ایسے غیر قانونی عسکری دستے پاکستان میں خاموشی سے کام کرتے رہے اور انہوں نے پورے پاکستان میں اپنا بہت ہی مضبوط اور مربوط نیٹ ورک قائم کر لیا۔ مختلف جہادی تنظیموں کے نام سے یہ اپنے مدرسے کھولتے، شہری بچے بچیوں کے دین میں جہاد کے غلط تصورات اور اس طرح کے غلط استعمال کو راسخ کرتے رہے۔[8]

دہشت گردی کے اس خطرے کو افواج پاکستان نے سب سے پہلے محسوس کیا اور انہوں نے ہی اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اظہار کیا۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ اظہار سیاسی راہنماوں کی طرف سے ہوتا اور وہ فوج کی رہنمائی کرتے۔ مگر ہوا اس کے بالکل برعکس۔[9] پاک فوج نے انتہائی منظم انداز سے دہشت گردی کے اس ناسور کو کچلا۔ انہوں نے درجنوں آپریشن کیے جن کی بدولت آج پاکستانی قوم کو چین کی نیند نصیب ہوئی۔[10] ان اپریشنز میں المیزان، راہ حق، تیر دل، زلزلہ، صراط مستقیم، راہ راست، راہ نجات کوہ سعید، ضرب غضب اور رد الفساد ہیں

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ قوم کو اگلے مرحلے کے لیے تیار کیا جائے۔ چنانچہ دو پہلوں سے قوم میں شعور و آگہی بیدار کرنا مقصود تھا۔

ا۔ جہاد اور دہشت گردی کے حوالے سے نظریات میں جو جھول پیدا کیا گیا تھا ل اس کو دور کرنا اور اس بات کا دوٹوک اعلان کرنا کہ ملک میں ان طاقتوں کے خلاف لڑنا اسلامی نقطہ نظر سے صرف صحیح ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔[11] کیونکہ ابھی تک بھی بہت سے لوگ اس موقف کو دونوں اختیار کرنے سے گریزاں تھے۔ خاص کر مذہبی علماء اور جماعتیں۔[12]

۲۔ قوم کو اتنی جانیں قربان کرنے کے بعد آنے والے دور کے لیے نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ اٹھانے کی ضرورت تھی اور یہ باور کروانے کی ضرورت تھی کہ اندھیرا چھٹ چکا ہے۔ اگلی صبح کے لیے خود کو تیار کیا جائے۔

انہی حالات کے پیش نظر ادارہ تحقیقات اسلامی نے منسٹری آف ڈیفنس کے ساتھ مل کر اس پر توجہ دی اور مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں اور تمام مدارس کے بڑے اکابرین کو ایک فورم پر اکٹھا کیا اور ان سے اس پر رائے لی گئی۔ چنانچہ تمام اہل فکر نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ اس پر دستخط بھی کیے۔

اس قومی بیانیہ کا اصل مقصد صالح اور شر پسند عناصر کے درمیان لکیر کھینچنا تھا۔ اور پوری دنیا کو یہ پیغام دینا تھا کہ پاکستان دہشت گردی کے خاتمے کے لیے دوٹوک موقف رکھتا ہے اور عالمی طاقتیں اس بات کا اعتراف کریں، پاکستان کی قربانیوں کی قدر کریں۔ پیغام پاکستان میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ یوں بے گناہ شہریوں کو قتل کر کے اسلام کی خدمت نہیں بلکہ دشمنی اختیار کی جارہی ہے۔ اور یہ کہ اگر ریاست پاکستان میں رہتے ہوئے ایسے کسی بھی عسکری روش کو اختیار کیا جائے تو یہ سراسر بغاوت ہے اور ان کا سر کچلنا اسلام کی نقطہ نظر سے واجب ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

"[illegible]"[13]

دین اور ملت جڑوان بھائی ہیں۔

حدیث شریف اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اگر مملکت کو کوئی خطر ہو تو اس کو بچانا بالکل ایسا ہے جیسے اپنے دین کو بچانا ہے۔ کیونکہ اگر ملت اپنے پاوں پر کھڑی ہو گی تو ہی اسلام کے نظریات پر عمل ممکن ہو گا۔

اسی لیے پیغام پاکستان نے اس بات کا دوٹوک موقف اختیار کیا گیا کہ دہشت گردوں کے ساتھ محاربین اور باغیو جیسا معاملہ ہو گا اور یہ کہ اسلام ریاستی خود مختاری کو اولین ترجیحات پر رکھتا ہے۔[14]

ریاست کے خلاف بغاوت کے ایسے جو بھی واقعات طلبہ کرام اور خلفاء راشدین کے دور میں اٹھے سب کو کچل دیا گیا اور ریاستی خود مختاری پر کسی قسم کا سمجھوتا (Compromise) نہ کیا گیا۔

پیغام پاکستان کے متن کا جائزہ

پیغام پاکستان ایک کتابچہ کی صورت میں ہے جس میں چار مکالوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

ا۔ اسلامی ضابطہ حیات

"اسلامی ضابطہ حیات" کے موضوع سے ایک مدلل تمہید کے ذریعے اس بات کی یاددہانی کرائی ای گئی ہے کہ پاکستان کی بنیاد دین اسلام کے آفاقی اصول اور اسلامی تاریخ کے اہم واقعات جس میں میثاق مدینہ اور خطبہ الحجہ الوداع وغیرہ شامل ہیں، پر رکھی گئی۔[15] دوسرے لفظوں میں ریاست مدینہ سے استدلال کرتے ہوئے مذکورہ دستاویز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام اور اس کے پیچھے مقاصد اور محترکات کا ایک مختصر حوالہ پیش کرتی ہے۔

علاوہ ازیں، پاکستان کے وجود پذیر ہونے کے بعد وہ اہم آئینی اقدام کا ذکر بھی موجود ہے جن کے تحت پاکستان "اسلامی جمہوریہ" کے تحت دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ اس تناظر میں اہم ترین آئینی مسودہ "قرار داد مقاصد" ۱۹۴۹ء کو پیش کیا گیا۔ جس کی رو سے شریعت اسلامی کو قانون کا باقاعدہ اور خالصتاً سرچشمہ مانا گیا یہی قرار داد مقاصد، ۱۹۷۳ء کے آئینی دستور کا بھی مستقل حصہ بنی ہے اور یوں پاکستان کی حکومت لامحالہ شریعت کی پابند اور اس کو نافذ کرنے کی ضامن قرار دی جاتی ہے۔

لہذا چونکہ پاکستان کا آئینی دستور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ حکمران اور امن کے ماتحت ادارے لامحالہ تمام فیصلوں میں شریعت کے پابند ہوں گے لہذا کوئی صورت ایسی باقی نہیں بچتی کہ جس کے تحت ریاست کے خلاف انفرادی طور پر مسلح کارروائی کی جائے یا اس کو تکفیریت اور دہشت گردی کا نشانہ بنایا جائے۔ اس کے برعکس ایسا کرنا نا صرف ایک سنگین جرم کہلایا جائے گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایسا کرنا بغاوت میں شامل ہو گا جس کی سزا ریاست طے کرنے کا حق رکھتی ہے۔[16]

اس کے بعد بغاوت پر اسلامی قانونی نقطہ نظر سے تھوڑی اور بحث کی گئی اور پھر پیغام پاکستان کا ایک مدلل تحریری جائزہ دیا گیا۔ علماء کرام جن کا تعلق مختلف شعبہ جات اور مکتبہ فکر سے ہے، انکی موضوع بالا پر متفقہ رائے کے ذکر کے بعد فتویٰ نقل کیا گیا۔ نیز ساتھ ہی ساتھ ان قابل احترام مفتیان اور سکالر حضرات کے دستخط بھی شائع کیے گئے جنہوں نے اس دستاویز کو نہ صرف سراہا بلکہ اس کی تدوین اور پھر فروغ دینے میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔

ا۔ پیغام پاکستان

پیغام پاکستان کی شروعات پہلے مقالے "اسلامی ضابطہ حیات" سے ہوتی ہے۔ جس میں دین اسلام کے آفاقی اصول جیسے عدل وانصاف، صبر و تحمل باہمی عزت و احترام، دیگر مذاہب کا لحاظ، انسانی جان کا تحفظ، وغیرہ کی قرآن وسنت کی روشنی میں تشریح کرتا ہے۔[17] اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کی تشکیل کے حوالے سے "میثاق مدینہ" کا تذکرہ کیا گیا جس کی وساطت سے مدینہ کے تمام لوگ ایک قومی دھارے میں اکھٹے کیے گئے اور ایک مضبوط قومی یکجہتی وجود پذیر ہوئی۔ ریاست مدینہ سے اسلام کے علاقائی دور یا حاضر کی زبان میں "قومیت / Nationality" کا دور شروع ہوتا ہے آگے جاکر بین الاقوامی نتائج پیدا کرتا ہے۔[18] پاکستان کے موجودہ صرتحال میں میثاق مدینہ گویا کہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ تاریخ اسلامی کا وہ پہلا عمرانی معاہدہ ہے جس کے تحت مدینہ کے تمام باشندے، مسلم وغیر مسلم، اکثیرت واقلیت، اپنے آپ کو مدینہ ایک ریاست سے منسوب کرنے لگے۔ جب کہ ان کے مابین قدر مشترک وطن کی سلامتی اور باہمی دفاع طے پائی۔ مزید یہ کہ میثاق مدینہ باقاعدہ ایک "دستور" کی شکل اختیار کرتا ہے، جس پر نظام تشکیل دے کر، نبی اکرم ﷺ اور جماعت صحابہ معاشرے کی از سر نو اصلاح اور تشکیل فرماتے ہیں۔ جلد ہی یہ قائم کردہ اسلامی نظام ایک مکمل اور وسیع تہذیب کی شکل اختیار کرتا ہے اور عرصہ دراز تک دنیا میں اپنی دھاک بٹھائے رکھتا ہے۔ حتیٰ اس کو ۱۹۰۰ء میں عثمانیہ دور اور خلافت کے اختتام کے بعد گرھن لگتا ہے۔

قطع نظر اسلامی تہذیب کے انحصار سے، میثاق مدینہ کے آفاقی اصول آج بھی اپنے اندر وہ جذبہ، طاقت اور رجحان رکھتے ہیں جن کو اپنا کر ایک بار بھر اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغام پاکستان بدستور میثاق مدینہ اور حجۃ الوداع جیسے انتظامات سے استدلال کرتا ہے۔[19]

۲۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان:

دستاویز کا دوسرا مقالہ قیام پاکستان کے پس منظر، پاکستان کا قیام اور بعد از قیام حاصل ہونے والی کامیابیوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں جب برطانیہ نے برصغیر سے انخلاء کا رادہ کیا تو مسئلہ قومیت اجاگر ہوا۔[20] اور چونکہ مسلمان برصغیر میں اقلیت کی حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ انگریز کے جانے کے بعد ایک غیر مسلم ہندو اکثریت کے ماتحت گزر بسر کرنا، مسلمانان ہند کو کسی صورت گوارہ نہ تھا۔ لہٰذا تحریک پاکستان کا آغاز کیا گیا، جس کا مقصد ایک آزاد اسلامی مملکت کا حصول تھا۔ جہاں مسلمان آزادانہ اپنے مذہب کی پابندی کر سکیں اور اپنے دین کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ مصنفین پیغام پاکستان جب تحریک پاکستان کے بانیان اور ان کے نظریے کا ذکر کرتے ہیں تو واضح طور پر ایک خاص جانبدارانہ پہلو اپنائے دکھائی دیتے ہیں:

> "۔۔۔قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظمؒ اور ان کے رفقاء نے ایک ایسے پاکستان کے لیے جدوجہد شروع کر دی جو جمہوری، اسلامی اور ترقی یافتہ ہو۔ ان کا خیال تھا کہ اس پاکستان میں Positivism اور Common Law پر مبنی قانونی نظام قرآن وسنت کے ماتحت ہو اور اس طرح ایک جدید ریاست میں اجتھاد کے ذریعے ایسا ترقی یافتہ قانونی نظام قائم کیا جائے جو جدید اسلامی قانون کا پرتو ہو۔۔۔"۔[21]

اسلامی جمہوریہ پاکستان پر یہ مضمون پاکستان کی کامیابیوں پر ختم ہوتا ہے جس میں اسلامی شریعت کو آئین کے ذریعے قانونی حیثیت دینے کے عمل کو سراہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی ایک دعویٰ کیا جاتا ہے جو کہ قدر غور طلب ہے:

> "پاکستان کے بعض دشمن عناصر معصوم نوجوانوں کو اس نعرے سے گمراہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں طاغوتی نظام رائج ہے اور حکومت کا ڈھانچہ اسلامی قانون کے مطابق نہیں ہے۔ یہ گمراہ کن فکر حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ قرارداد مقاصد کا ذکر ہو چکا ہے جو کہ پاکستان کی اسلامی اور جمہوری شناخت کی بنیاد ہے"۔[22]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محض تحریری طور پر قرارداد مقاصد کا آئین پاکستان کا باقاعدہ حصہ بنا کر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت پاکستان اس آئین سے انحراف نہیں کرتی رہی؟ کیا نظام پاکستان قرارداد مقاصد اور اس کی روشنی میں ترتیب دیئے جانے والے آئین کے تابع رہا ہے؟ اگر نہیں تو صرف تحریری طور پر اندراج کر لینے سے پاکستان کا نظام سیاست اور معیشت اسلامی کیوں کہ قرار دیا جا سکتا ہے؟[23]

۳۔ ریاست پاکستان اور پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل:

دستاویز کا تیسرا مقالہ اس نقطے کو بنیاد بناتا ہے کہ چونکہ قرارداد مقاصد اور 1973ء کے آئین کے مطابق پاکستانی ریاست، مکمل طور پر اسلامی ہے چنانچہ اس کے خلاف محاذ آرائی یا مسلح جدوجہد کرنا قرآن وسنت کے عین منافی ہے۔

"قرآن وسنت کی تعلیمات اور خلفائے راشدین کا تعامل یہ بتاتا ہے کہ جو کوئی فرد یا گروہ اسلامی ریاست کے خلاف فتنہ انگیزی کرے، اسلحہ اٹھائے، مسلح جدوجہد کرے یا ریاستی اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے سے انکار کرے تو وہ باغی ہے۔ وہ حرابہ کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے اور باغی تصور ہو گا۔ ایسی جنگ نہ صرف اسلامی ریاست کے خلاف ہے بلکہ یہ جنگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بھی ہے"۔[24]

اس دعوے کے تقویت دینے کے لیے تاریخ اسلامی سے استدلال کیا جاتا ہے، خاص کر خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ اور خلیفہ چہارم حضرت علیؓ جن کی جنگ ملک کے باغیوں کے خلاف تھی۔

بالکل اسی طرح اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مملکت پاکستان اور اس کی حکومت بھی حقیقی معنوں میں "اسلامی" ہے تو اس کے خلاف محاذ آرائی اور مسلح جدوجہد کرنا بغاوت تصور کیا جائے گا جس کی کڑی سے کڑی سزا عائد کرنا یا پھر ریاست کی رٹ کو قائم رکھنے کا حق حکومت کے پاس محفوظ رہے گا۔

دوسری طرف ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی بھی انہی شروط کے تحت ناجائز ہیں۔ چاہے وہ خود کش حملے ہوں یا جبراً اپنی رائے دوسرے پر مسلط کرنا ہو۔

خود کش حملوں کے حوالے سے "پیغام پاکستان" کے مصنفین کی نظر میں یہ رائے قائم کی گئی کہ اس جیسے ظالم امر کا تعلق اور آغاز "انقلاب فرانس" 1978ء سے ہوا اور جس کا اسلام کی تاریخ سے کوئی تعلق نہیں۔[25]

۵۔ متفقہ اعلامیہ:

پیغام پاکستان کا چوتھا مقالہ دراصل پچھلے تین مقالوں کی تلخیص کرتا ہے جس کے نتیجے میں تقریباً 22 نکات دیے گئے ہیں۔ یہ نکات چند ایک اہم عنوانات کے ارد گرد تشکیل دیئے گئے جن میں سر فہرست ریاست پاکستان کو حتمی طور پر حاکم ملتا اس کے خلاف مسلح جدوجہد سے گریز فرقہ واریت اور اقلیتوں کے معاملے میں عدم برداشت کر روکنا، نیز ریاستی ادارے جیسے پارلیمنٹ، فوج اور عدالت کے فیصلے اور کارروائیوں کا احترام کرنا اور قومی یکجہتی کو فروغ دینا، شامل ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے پیغام پاکستان اہم جو ضرور قرار پائے گا

لیکن ہمہ وقت نامکمل بھی جو کہ اس کی ساخت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید دور کی ضروریات اور مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک وسیع الذھن تحقیق کا مظاہرہ کیا جائے جس کی ہر عاقل و بالغ نہ صرف مکمل طور پر سمجھ پائے بلکہ اس کے فراہم کردہ شواہد پر شعوری بنیادوں پر اپنا اعتماد قائم کر سکے۔

"دستور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق پاکستانی معاشرے کی ایسی تشکیل جدید ضروری ہے جس کے ذریعے سے معاشرے میں منافرت تنگ نظری، عدم برداشت اور بہتان تراشی جیسے بڑھتے ہوئے رجحانات کا خاتمہ کیا جا سکے اور ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں برداشت ور واداری، باہمی احترام اور عدل وانصاف پر مبنی حقوق و فرائض کا نظام قائم ہو"۔[26]

5۔ متفقہ فتویٰ 26 مئی 2012ء:

دراصل یہ وہ فتوٰی ہے جو کہ پاکستان کے کردار کی از سر نو تشکیل کے اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ یہ فتوی ان سوالات کے متعلق حاصل کیا گیا جو کہ پاکستان کے اسلامی ریاست ہونے سے لے کر افواج پاکستان کے خلاف عدم اعتماد اور مسلح جدوجہد کے رجحانات بڑھنے کے پیش نظر عام شہری کے ذہن میں انتشار کا باعث بنتے آرہے ہیں۔[27]

اس کے جواب میں متفقہ فتوٰی شائع کیا گیا جس کے ذریعے سے پاکستان کو اسلامی ریاست ثابت کیا گیا:

"اسلامی جمہوریہ پاکستان یقیناً اپنے دستور و آئین کے لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے۔ جس کے دستور کا آغاز ہی قرارداد مقاصد کے اس جملے سے ہوتے ہے کہ "اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا۔ وہ ایک مقدس امانت ہے"۔[28]

لہٰذا اس اسلامی ریاست کے ماتحت فوج یا دیگر اداروں کے خلاف محاذ آرائی بغاوت میں شمار کی جائے گی۔ اسی طریقے سے خودکش حملے اور معصوم جانوں کے ضیاع کو بھی قابل مذموم اور حرام ٹھہرایا گیا:

"لہٰذا حکومت پاکستان یا افواج پاکستانکا شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان باغیوں کے خلافلڑنا جائز ہی نہیں۔ بلکہ قرآنی حکم کے تحت واجب ہے اور اس سلسلے میں ریاستی کوششوں کے تحت جو آپریشن کیے جارہے ہیں اس میں افواج پاکستان کی حمایت اور بقدر استطاعت مدد کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے"۔[29]

6۔ پیغام پاکستان کا آخری مقالہ ان قابل احترام علماء ومشائخ اور اساتذہ کے کاموں اور دستخط پر مشتمل ہے جو کہ اس دستاویز کو مکمل کرنے میں معاون رہے۔

پیغام پاکستان کی لسانیات کا جائزۃ

قران حکیم کی سورۃ ابراھیم میں اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه ليبين لهم[30]

"اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے لئے (پیغامِ حق) خوب واضح کر سکے،"

اللہ سبحان و تعالی اس آیت کے توسط سے یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ قوموں کے پیغام حق ہمیشہ ان کی زبانوں میں نازل ہوتے رہے ہیں اور چونکہ پیغام پاکستان بھی پاکستان کی نظریاتی اساس ہے، پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ایک بہت بڑا سنگ میل ہے ، اسی لیے اس کو اردو زبان میں مرتب کیا گیا اور ایسا کرنا قرآن اور شریعت کی مصلحت کے عین مطابق ہے۔

قران حکیم میں اللہ سبحان و تعالی اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ کسی بھی قوم کی اصلاح و معرفت کی راہیں طے کرنے میں اس قوم کی زبان کا بہت ہی اہم کردار ہے۔ اور اسی لیے جب بھی کسی قوم کی طرف انبیاء حق کا پیغام لے کر مبعوث ہوئے وہ اس قوم کی اپنی زبان میں پیغام لے کر آئے۔ تاکہ قوم کے لیے اس پیغام کو سمجھنے اور اپنی نظریات کی درستگی پیدا کرنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو اور اس پیغام کو قوم کے لیے سہل بنایا جاسکے۔

قوم کی ترقی و کامرانی صرف اسی طور ممکن ہے جب اس کا دستور العمل اور بنیادی نظریہ قوم کے تمدن اور نفسیات کے عین مطابق ہو، وہاں کی مسلمات کا احاطہ کرتا ہو اور سوچ کی عکاسی کرتا ہو۔ کسی دوسری قوم کا تمدن، زبان یا نظریہ ادھار لے کر آج تک کسی قوم نے ترقی نہیں کی۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آج تک دنیا کی تمام تر کامیاب طاقتوں نے اپنی زبانوں میں ترقی کی۔ مثلا، روس، چائنہ، جاپان، جرمنی، فرانس، ڈینمارک وغیرۃ اور ایسے کئی ممالک نے اپنی قومی زبانوں میں ترقی کی۔

ماہر نفسیات اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ بچوں کی یاد کرنے اور چیزوں کو بہتر انداز سے سمجھنے کی صلاحیت صرف تب ہی بھرپور نتائج دیتی ہے جب ان کو مادری یا قومی زبان میں انکو سکھایا اور پڑھایا جائے۔[31] اگر بچوں کے پڑھنے یا سیکھنے کے عمل میں کوئی دوسری زبان حائل ہو جائے تو بچوں کی تخلیقی صلاحیت کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ نتیجتا سیکھنے سکھانے کا عمل رک جاتا ہے اور بچے لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں۔ اس بات کی مثال لینے کے لیے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ پاکستان کے تعلیمی نظام کا جائزۃ لیا جائے تو بات بہت بہتر انداز سے سمجھ آسکتی ہے۔ بڑی بڑی ڈگریاں لے لینے کے باوجود بھی طلباء کو سب سے زیادۃ دقت تخلیقی کاموں میں پیش آتی ہے۔

خلاصہ کلام:

پیغام پاکستان بلاشبہ ایک اہم اور قابل تعریف کوشش ہے۔ ترقی کے راستے کی طرف یہ وہ اہم قدم ہے کہ جس کے ذریعے سے وطن مملکت کو دہشت گردی اور فرقہ واریت جیسے گھناؤنے جرائم کی اندھیر نگریوں سے نکال کر ایک مثبت کردار سازی کی طرف گامزن کیا جاسکتا ہے۔

پیغام پاکستان ایک ایسا قومی بیانیہ ہے۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ دہشت گردی کے موقف پوری قوم آواز اٹھائے۔ پیغام پاکستان کا یہ کتابچہ جس میں یہ چند اہم امور کو زیر بحث لایا گیا۔ پہلا یہ کہ آئین پاکستان 1973ء قرارداد مقاصد اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے 95٪ قوانین اسلامی ہیں۔ ان میں کوئی بھی قانون قرآن اور سنت کے خلاف نہیں ہے اس لیے اس بات کی گنجائش پائی نہیں جاتی کہ یہ موقف اختیار کیا جائے کہ پاکستان کے قوانین غیر اسلامی ہیں اگر کوئی یہ موقف اختیار کرے تو یہ سراسر گمراہی پھیلانے کے مترادف ہو گا۔

دوسرا یہ کہ ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے والے خوارج کے درجے پر ہیں۔ ایسے لوگوں کی سزا وہی ہو گی جو اسلام میں بغاوت کی ہے۔ یہ لوگ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر کفر کا فتوہ لگا کر لوگوں کو قتل کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے خلاف حضرت علیؓ نے جہاد کیا تھا اس بات پر بھی اتفاق کیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان حکمران ملک میں اسلامی نظام رائج کرنے میں سستی سے کام لے کر رہا ہے تب بھی مسلح بغاوت کی اجازت نہیں ہے چوتھی خودکش حملوں سے معصوم جانوں کا قتل عام ہے اور ایسے لوگوں کی سزا وہی ہے جو حرابہ کی ہے ایسے لوگوں کی سرکوبی کرنا حکومت پر فرض ہے۔ پانچویں یہ کہ امر ابلامعروف ونہی عن المنکر کے عنوان سے انفرادی طور پر قانون کو ہاتھ میں لینا سراسر غلط ہے اور برائی کی آڑ میں کسی دوسرے کو کافر قرار دینا سراسر غلط ہے۔

پیغام پاکستان کو جہاں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور تمام مکاتب فکر نے اس کی حوصلہ افزائی کی وہیں اس پر کچھ سوالات بھی اٹھائے گئے کچھ مکاتب فکر نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اگر حکومت وقت غیر مسلم طاقتوں کے ہاتھوں میں کٹھپتلی ہو تو کیا وہ ملک مسلمان مانا جائیگا اور دوسرا یہ کہ اگر عوام ان کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے تو کیا اسے عوام مسلمان ہوں گے؟

اوپر والے دو سوالوں کے جوابات کی وضاحت پیغام پاکستان کے مسودے میں ہی کر دی گئی ہے کہ اگر حکومت وقت اسلامی قوانین نفاذ میں سست روی کا شکار ہے تو قوم کو حق حاصل نہیں کہ وہ ہتھیار اٹھا کر ان کے خلاف محاذ آرائی کریں۔

چند علماء کرام کی طرف سے اوپر بیان کئے گئے اعتراضات کے جواب میں یہ بھی کہا کہ ہے کہ اگر جہاد اور قتال میں فرق سمجھا جائے اور نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے جہاد کے درجات کو ذہن نشین کیا جانے تو ایسے سوال پیدا ہی نہ ہوں۔ اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ ایک غلط فہمی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ جہاد کا مطلب صرف ہتھیار اٹھانا ہی ہے ۔ جہاد کا مطلب دین اسلام کے غلبے کے لیے کسی بھی طرح کی کوشش کرنا ہے۔ جہاد نفس کے خلاف بھی ہو تا سکتا ہے، اور جہاد کے بہت سے طریقے ہیں مثلا قلم، مال، زبان کے ساتھ بھی جہاد ہوتا ہے اس کے برعکس قتال وہ ہے جس میں باقاعدہ طور پر طاقت اور اسلحہ کا استعمال ہے۔

اگر نبی اکرم ﷺ نے طریقہ تبلیغ پر بھی غور کیا جائے تو اس سوال کا جواب مل سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مکی زندگی میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام جماعت ایک ایسی حکومت کے ماتحت زندگی بسر کر رہے تھے جو سراسر کفر پر مبنی تھی۔ مگر پوری مکی زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ سیرت کی کتابوں میں نہیں ملتا جب انہوں نے اقدامی طور پر ہتھیار اٹھائے ہوں یا طاقت کا استعمال کیا ہو۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ کی تمام تر کوششیں اسلامی دعوت فکر کی اشاعت اور انفرادی ذہن سازی اور سماجی تشکیل کی اہمیت اجاگر کرنے پر مرکوز تھی۔ مکی زندگی میں جب جب صحابہ کرام کو انتہائی مشکلات پیش آئی تو رسول اللہ ﷺ جو ابا ہتھیار اٹھانے کے بجائے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا۔ حتی کہ مدینہ میں جب ریاست اپنی تھی مگر تب بھی صحابہ نے ہتھیار اٹھانے سے گریز کیا یہاں تک کہ پہلی تینوں غزوات دفاعی نوعیت کی تھیں۔

تاہم ان تمام صورتوں میں ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرے کی سماجی تشکیل نو کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ افواج پاکستان دہشت گردوں سر کچلتے رہینگے مگر اگر قوم کی ذہن سازی نہ ہوئی اور نظریاتی میدان خالی ہو تو دشمن کے لیے نئے دہشت گرد ریکروٹ کرنا کوئی مشکل نہ ہو گا۔

لہٰذا سیرت نبوی ﷺ کہ نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو حکومت وقت کی سست روی ہو یا قوانین کا غیر اسلامی ہونا ہو طاقت کے استعمال کے بجائے سماجی تشکیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ایک ایسے قومی بیانیے کو قومی سطح پر فروغ دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس زمرے میں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ پیغام پاکستان جیسی دستاویز کو تاریخ پرکھتے کی بجائے مستقبل کے زاویے دھارنے کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔ کیونکہ ماضی کی خاک چھانتے رہنے سے قوم کا مستقبل نہ بدل سکے گا۔ لہٰذا اس دستاویز کو "اصولی" درجے میں ترویج دیتے ہوئے پاکستانی قوم کی کردار سازی کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ قوموں کی ترقی میں اگر صرف سیاسی فتح پر اکتفا کیا جائے تو ایسی فتح دیرپا نہیں ہوتی بلکہ اپنی موت آپ ہی مر جاتی ہے۔ جب تک اس قوم کو سماجی طور پر فتح نہ کیا جائے۔

مثلاً چین نے اس وقت مالی ترقی میں پوری دنیا کو پیچھے چھوڑ دیا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ماوزے تنگ، جیسے حکمران نے قوم کو سیاسی طور پر ترقی سے ہمکنار کر دیا[32] مگر وہ یہ بات جانتا تھا کہ اس کا کوئی بھی اچھا فیصلہ تب تک مکمل نتائج نہیں دے سکتا جب تک وہ چینی عوام کو سماجی طور پر نہ بدلے۔ نتیجہ یہی ہوا کہ جب چینی قوم جو کہ افیم کی عادی بن چکی تھی اور پوری دنیا کی ترقیات سے مکمل طور پر بے خبر تھی۔ موجودہ صورتحال میں کسی قسم کی مثبت تبدیلی لانے سے بالکل قاصر تھی۔ جب ان کے سماجی رویوں کو تبدیل کر دیا گیا اور ان کی سوچ کا ایک رخ متعین کیا گی[33] جذبۂ قومیت ان بے سدھ لوگوں میں اجاگر کیا گیا تو وہی چینی قوم جب ترقی کرنے پر آئی تو پوری دنیا کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

اسی طرح ایران کی مثال بھی ہمارے سامنے ہیں[34]۔ جب تک ایرانی قوم کو سوچ کا رخ نہ بدلا آیات اللہ خامنائی وہاں پر کوئی تبدیلی نہ لاسکے۔ مگر جیسے ہی عوام کی ذہن سازی ہوئی اور رائے تبدیل ہوئی وہاں کے عوام نے اپنے امام کو خوش آمدید کہا۔ ایران آج دنیا کی آآنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے فیصلے خود کرتا ہے۔

احمد مرزا اپنے مقالے 'معاشرے کی تنظیم نو کیلئے سماجی قوت کی ضرورت میں کہتے ہیں:

"اس سلسلے میں قلیدی اہمیت کا کام معاشرے معشیت کی ایسی تشکیل ہے جو ہیومن ڈویلپمنٹ، امن اور سماجی انصاف کا نظام قائم کرنے یہ کام فوج کا نہیں بلکہ اسی سیاسی اور فکری قوت کا ہے جسے دانشوروں اور باشعور سیاسی ورکروں کی تائید اور حمایت حاصل ہو۔ یہ لائحہ عمل سماجی ارتقاء کا ذریعہ بنے گا۔ یہ ارتقاء قوم کی سوچ کو آگے لے جائیگا۔ یہی آج ہماری ضرورت بھی ہے۔"

اب اس سلسلے میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ معاشرے کی تنظیم نو کی جائے قوم تو اس بات کا احساس ہو گیا جائے کہ اندھیرا چھٹ چکا ہے اور آگے بڑھنے کا وقت آچکا ہے۔ پیغام پاکستان بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی کا نام ہے اور اس کی جتنی تائید کی جائے کم ہے اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے اس نے مسودے کی تقریب رونمائی خود صدر پاکستان نے کی اور اس میں 5000 سے زیادہ جید علماء کے دستخط ہیں اور تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اس کو تسلیم کر چکی ہیں۔

چنانچہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قومی بیانیے کو صرف یہیں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس پیغام پھیلایا جائے اور اس کو زبان زدعامہ کا حصہ بنایا جائے۔

پیغام پاکستان میں متعلق چند امور:

پیغام پاکستان بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی کا نام ہے جس سے لوگوں کی سوچ کو تبدیل کیا جاسکے اور ان میں تفرقہ پرستی، نفرتوں اور شدت پسندی کے بجائے قومیت کے جذبات کو تقویت دی جاسکے۔ اب ضرورت اس بات

کی ہے کہ اس پیغام کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جائے یہ کام صرف ادارۃ تحقیقات اسلامی کام نہیں ہے بلکہ تمام شعبوں پر اس کام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ صدر پاکستان اور تمام تر سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور علمائے دین اسکی تصدیق کی مگر اس کی تقریب رونمائی کے بعد اس پر کوئی خاطر خواہ بات نہیں کی۔ حالانکہ مقصد اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانہ تھا۔ اہمیت کا خیال رکھتے ہوئے چند امور کا اہتمام کرنا ضروری ہو گا۔ سب سے پہلے تو یہ اس قومی بیانیہ پر زیادہ سے زیادہ کانفرنسوں کا اہتمام کیا جائے۔ مختلف قسم کی ورکشاپوں کہ ذریعے سے پاکستان بھر میں موجود یونیورسٹی اساتذہ کی اس حوالے سے ٹرینگ کا کام ہو سکے۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس قومی بیانیہ کو بچوں کے سکول کے نصاب میں شامل کیا جائے۔ اگلی نسل تو قومی ذہن کے ساتھ اٹھانا صرف تب ہی ممکن ہے جب اس پیغام کو تعلیمی نصاب کے ذریعے سے عام کیا جائے گا۔ پاکستان کا موجودہ تعلیمی نظام لارڈ میکالے نے بنایا جس کے بعد اس نے کہا تھا اس نظام سے آئے گا وہ بظاہر اسی خطے کا ہو گا مگر ان کی نسلیں ہماری غلام ہو نگی۔

تیسری امور سے اہم ترین بات یہ ہے کہ یکساں نظام تعلیم ہی اس مسئلے کا حل ہے۔ پیغام پاکستان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ پاکستانی قوم کو فرقوں سے آزاد کیا جائے اور فرقے پیدا ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر یکساں نظام تعلیم نہیں ہے۔ مختلف فرقون کے مدارس جو کہ پاکستان میں بنائے گئے انہوں نے مذہبی شدت پسندی اور گروہیت کو فروغ دیا۔ اور تکفیر کا عمل چل پڑا جس کو اب لگام دیناوقت ضرورت بھی ہے اور پاکستان کی بقا کا ضامن بھی۔

حوالہ جات

[1] Paigham-e-Pakistan, Islamic Republic of Pakistan, International Research Institute, International Islamic University Islamabad, 11.

[2] Robert Spencer, "Pakistan: 49 Madrassas Linked to Terror Orgs, Jihad Literature Seized from Madrassa." Jihad Watch, 4 Sept. 2015. Web. Mar. 2016.

[3]Zaigham Khan, Deadlay embrace, The News International, 28th August, 2018.

[4]Ibid.

[5]Israr Khan, "Pakistan Suffers $123.1 billion Losses in Terror War" May 26, 2017, The News. https://www.thenews.com.pk/print/206709-Pakistan-suffers-1231-bn-losses-in-terror-war

[6]Ahmed, Ishtiaq. "State-Sponsored Terrorism." State-Sponsored Terrorism. N.p., n.d. Web. Mar. 2016.

[7] Israr Khan, Pakistan Suffers 123.1 $ billion losses in terror war. 26th May, 2017, The News https://www.thenews.com.pk/print/206709-Pakistan-suffers-1231-bn-losses-in-terror-war

[8] Zaigham Khan, Deadlay embrace, The News International, 28th August, 20

[9] Mehmood Mirza, Maashray ki Tashkeel nao kay liye Samji Quat ki Zaroorat, Feburary 3, 2015, Nawae Waqt.

[10]Seth Jones, G. and C Christien Fair. Pakistani Operations Against Militants" In Counterinsurtency in Paksitam 33-84 Santa Monica, CA; Arlington, VA; Pittsbrgh, PA: RAND Corporation, 2010http://www.jstor.org/stable/10.7249/mg982rc.1

[11]Paighame Pakistan, 41.

[12]Mehmood Mirza, Maashray ki Tashkeel nao kay liye Samji Quat ki Zaroorat, Feburary 3, 2015, Nawae Waq

[13] Fakhr al-Din Al-Razi, Mafatih al Ghaib vol. 6 (Beirut:Dar Ihya Turas ArabI 1420), 519

[14] چنانچہ جو شرعی عدالتیں FATA اور دیگر علاقوں میں وجود میں آئی۔ اور جو واقعات چند مدارس میں سامنے آئے وہ اسلام کے عین منافی تھے۔ ایسے شر پسند عناصر کا سر کچلنا بہت ضروری تھا جن کو بھاری رقوم اس طرح کے نظریات کو پھیلانے کے لیے دی جاتی تھی

[15] Paigham e Pakistan, 5

[16] اس عمرانی معاہدے کے تحت جو حاکم اور محکوم کے درمیان ہوتا ہے، اگر محکوم اس سے بغاوت کرے تو عالمی اصولوں کے تحت حاکم کو محکوم کو کڑی سزا دینے کا حق باقی رہتا ہے۔

[17]Paigham e Pakistan, 8

[18] جدید دور میں ''قومیت'' کی بنیاد انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں (Nation States) کے تحت رکھی گئی۔ کوئی بھی معاشرہ جس میں ایک سے زائد نسل، مذہب یا تہذیب کے لوگ جب اپنے مابین ایک قدر مشترک پر اکھٹے ہو جائیں تو ایک قوم ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی میثاق مدینہ کے تحت مہاجرین مکہ، انصار مدینہ اور یہود مدینہ وغیرہ کے درمیان پایا۔ قدر مشترک وہ باہم مفاد طے پائے جو سب کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کے لیے ضروری تھے۔

[19]Paigham e Pakistan, 12

[20] یاد رہے کہ بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے جدید قومیت کا دور شروع ہوتا ہے۔ جس میں سب سے زیادہ اہمیت اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو دی جاتی ہے۔

[21] اکستانی معاشرے کی اصلاح کا پہلو ذہن میں رکھتے ہوئے بانیان پاکستان کی طرف سے رائے منسوب کرنا اگرچہ کسی لحاظ سے کار آمد ثابت و سکتا ہے لیکن تحقیقی اعتبار سے دوسرے طبقے کی رائے جو کہ اس بات پر متفق ہے کہ پاکستان کے بانی محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال جیسے لوگ "اسلامی نہیں بلکہ ایک سیکولر" نظام حکومت چاہتے تھے، کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔ یہاں اس بات کا اندیشہ پیدا

ہوتا ہے کہ اس دستاویز کے اولین مخاطب جو کہ وطن عزیز کے نواجوان ٹھہرے الیکٹرانک میڈیا کی وساطت سے جس مسئلہ کی شناخت یا Identity Crisis کا شکار ہیں وہ بدستور قائم رہے گا۔ جب تک کہ تاریخ کا اصل رخ نہ دکھایا جائے گا۔ اور حقیقی معنوں میں تنقید و تعریف کے پیرائے کھولے نہ جائیں گے، تب تلک نوجوانوں کے ذہنی اور فکری انتشار کو ختم نہیں کیا جاسکے گا۔

Paigham e Pakistan, 14

[22] Paigham e Pakistan, 16

[23] یہ وہ اشکال ہیں کہ جن کو نظر انداز کرکے، نوجوانان پاکستان کے ذہن میں پیدا ہونے والی عدم اعتماد کی کیفیت کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں تحقیقی حوالے سے بھی، ان نکات کو پس پشت ڈال کر ایک نیا Narrative یا نظریہ کھڑا کرنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہو گا۔ دوسری طرف یہ بات بھی واضح رہے کہ ایسے دشمن عناصر جو نوجوان نسل کے اندر اس قسم کا فکری انتشار پیدا کرنے کا باعث ہیں، نہایت قابل مذمت ہیں۔ لیکن مسئلے کی سنگینیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹھوس اور مدلل انداز سے اصل حقیقت کی طرف توجہ دلائی جائے۔

[24]Paigham e Pakistan, 17
[25]Paigham e Pakistan, 21
[26] Paigham e Pakistan, 34
[27]Paigham e Pakistan, 36
[28]Paigham ePakistan,38
[29] Paigham e Pakistan, 41

[30] القران الکریم 4:14

[31] Angelina Kioko, why Schools should teach young learners in home language, British Council, January 2015,https://www.britishcouncil.org/voices-magazine/why-schools-should-teach-young-learners-home-language

[32]Alan wood, the Chinese Revolution of 949, https://www.marxist.com/chinese-revolution-1949

[33] Prof. James Petras, China Rise Fall and Re-Emergence as a Global Power, GR 2012, Global Research, www.research.ca/china-rise-fall-and-re-emergence-as-a-global-power-2/29644/amp (Last acessed 14th June, 2019)

[34] Janet Afary, Iranian Revoltion [1978-1979], Encyclopedia Britannica, https://www.britanica.com/event/Iranian-revolution (Last Acessed June 14th, 2019)